eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210

Vol. 8 No. 1 (2026)

Rashid Warsi's Contribution to Na’t Criticism: An Analytical Study

رشید وارثی کی نعتیہ تنقید نگاری: ایک تجزیہ

Dr. Sadaf Naqvi[1*], Aqsa Iqbal[2]
[1]Assistant Professor, [2]MPhil Scholar, Urdu Department, Government College Women University, Faisalabad
***Corresponding Email:** sadafnaqvi@gcwuf.edu.pk
DOI: https://doi.org/10.56276/tasdiq.v8i01.153

Abstract
Rashid Warsi holds a distinguished place in Urdu Naat criticism as a thoughtful, balanced, and cultured critic. He sought to elevate this sensitive genre beyond mere devotional expression by linking it with intellectual inquiry, literary appreciation, and critical awareness. His writings reflect deep love for the Holy Prophet Muhammad (peace be upon him) while maintaining scholarly integrity, analytical clarity, and refined aesthetic judgment. Warsi is among those critics who emphasised recognising Naat as an independent literary genre and advocated the formulation of clear critical principles for its evaluation. For him, Naat is not simply an emotional expression of devotion; it is a serious literary creation that must be assessed through established standards of language, style, thought, and artistic excellence, while remaining rooted in reverence for the Prophetic mission.
Moderation is the central feature of his critical philosophy. He consistently warned against exaggeration and hyperbole, arguing that expressions of love must remain within the doctrinal boundaries of Islamic belief. His greatest contribution lies in his balanced approach, avoiding both uncritical admiration and detached criticism. Through this equilibrium, he provided Naat criticism with a dignified perspective where devotion and scholarship complement each other, enabling Urdu Naat to emerge as a vibrant and enduring literary tradition.

Keywords:
Urdu Naat, Devotional Intensity, Literary Craftsmanship, Mercy, Elegant, Pure, Harmonious Fusion, Rashid Warsi

Received: 10-04-2026 **Accepted:** 12-06-2026 **Online:** 30-06-2026

This article is licensed under the Creative Commons Attribution (CC BY 4.0). Free use, distribution, and reproduction permitted with proper citation of the original work.
© The Author(s).

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210
تصدیق
Vol. 8 No. 1 (2026)

اردو نعتیہ ادب میں تنقید کی روایت کا تاریخی ارتقاء ایک خالص پاکیزہ جذبے اور محتاط اندازِ فکر کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ اس سفر کی ابتدا عربی شعری روایت سے ہوتی ہے۔ جہاں حسان بن ثابت جیسے شاعر نے مدحِ رسول ﷺ کو نہ صرف ایک ادبی اظہار بلکہ ایک دینی و تہذیبی فریضہ کے طور پر پیش کیا۔ اس ابتدائی مرحلے میں نعتیہ کلام کا مقصد دفاعِ رسالت اور اظہارِ عقیدت تھا۔ لٰہذا تنقید کا کوئی باقاعدہ تصور موجود نہ تھا۔ نعت کے موضوعات بھی محدود تھے۔ موضوعات کے حوالے سے ڈاکٹر ریاض مجید لکھتے ہیں:

> ''اگر عربی، فارسی اور اردو میں موجود نعتیہ کلام کا بغور مطالعہ کیا جائے تو اس موضوع کی عظمت اور وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ 'مدح' نعت کا اہم موضوع ہے اور صنفِ نعت کے آغاز ہی سے اسے نعت کے ایک مرکزی عنصر کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ جب عربی میں باقاعدہ نعت نگاری شروع ہوئی تو کفارِ مکہ کی ہجو اور گستاخیِ رسول کے جواب میں مسلمان شاعروں نے مؤثر طور پر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کیا۔ نعت اس لسانی جہاد کی پیداوار ہے۔ دربارِ رسالت کے شاعروں نے کفار کے رد میں حضور اکرم ﷺ کے حسب نسب اور کردار و صفات کی توصیف و ستائش میں جو مدحیہ منظومات لکھیں انہیں عربی نعت کے اولین نمونوں میں شمار کیا جاتا ہے۔،،(۱)

فارسی ادب میں داخل ہو کر نعت نے فکری اور جمالیاتی وسعت حاصل کی۔ سعدی شیرازی اور مولانا جلال الدین رومی کے ہاں نعت محض مدح نہیں رہی بلکہ تصوف، عشقِ حقیقی اور اخلاقی حکمت کے ساتھ ہم آہنگ ہو گئی۔ اس دور میں اگرچہ فنی شعور موجود تھا۔ تاہم نعتیہ ادب کو تنقید کے باقاعدہ پیمانوں پر پرکھنے کی روایت ابھی بھی غیر منظم اور غیر مدوّن رہی۔ اردو کے دکنی دور میں نعتیہ شاعری نے اپنی ابتدائی صورت اختیار کی، جہاں مذہبی جذبہ اور سادہ اسلوب نمایاں تھا۔ اس حوالے سے ڈاکٹر عاصی کرنالی لکھتے ہیں:

> ''اردو شاعری نے آغاز ہی سے فارسی کی شعری روایت سے من وعن قبول کر لیا اور فارسی شاعری کے تمام ترقی اور تخلیقی تجروں میں اپنے آپ کو ضبط کرتی چلی گئی ہم نے اردو شاعری کی کو فارسی کی روایت کو اتنا رنگا کہ دونوں شعری روایتیں ہم آہنگ ہو کر رہ گئیں۔،،(۲)

محمد قلی قطب شاہ اور ولی دکنی کے کلام میں نعتیہ عناصر کی جھلک ملتی ہے۔ مگر اس مرحلے پر بھی تنقید کا کوئی واضح نظام موجود نہیں تھا۔ نعت کو تقدس کے باعث تنقیدی نگاہ سے دیکھنے میں ایک فطری جھجھک کارفرما رہی۔ کلاسیکی اردو دور، جو دہلی اور لکھنؤ کے دبستانوں سے وابستہ ہے۔ فنی اعتبار سے نعتیہ شاعری کی پختگی کا زمانہ تھا۔ میر تقی میر اور مرزا غالب جیسے عظیم شعرا نے نعتیہ اشعار کہے، تاہم نعت کو ایک مستقل صنف کے طور پر تنقیدی توجہ حاصل نہ ہو سکی۔ اس دور میں زبان و بیان کی نفاست تو عروج پر تھی۔ مگر نعتیہ تنقید خاموشی کے پردے میں رہی۔

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210
تصدیق
Vol. 8 No. 1 (2026)

انیسویں صدی کے اصلاحی دور میں اردو ادب میں تنقیدی شعور کی بنیاد رکھی گئی۔ الطاف حسین حالی نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف ''مقدمۂ شعر و شاعری'' کے ذریعے شاعری کے اصول و معیارات متعین کیے۔ اگرچہ یہ اصول عمومی شاعری کے لیے تھے مگر ان کا اطلاق نعتیہ ادب پر بھی ممکن ہوا۔ اسی طرح شبلی نعمانی نے ادبی و تاریخی تناظر میں تنقیدی فکر کو فروغ دیا۔ جس سے نعتیہ ادب کے تنقیدی مطالعے کی راہ ہموار ہوئی۔

بیسویں صدی میں نعتیہ ادب کی تنقید ایک باقاعدہ رجحان کے طور پر سامنے آئی۔ اس دور میں ڈاکٹر فرمان فتح پوری اور ڈاکٹر وزیر آغا جیسے ناقدین نے نعتیہ شاعری کے فنی، لسانی اور فکری پہلوؤں کا جائزہ لیا۔ نعت میں مبالغہ، غلو، اور عقیدتی حدود جیسے مسائل پر سنجیدہ بحث ہوئی، اور یوں پہلی بار نعت کو ایک باقاعدہ ادبی صنف کے طور پر تنقیدی کسوٹی پر پرکھا گیا۔

معاصر دور میں نعتیہ تنقید نے ایک علمی اور تحقیقی شعبے کی حیثیت اختیار کر لی ہے۔ جدید تنقیدی نظریات، جیسے ساختیات اور پسِ ساختیات جنہیں گوپی چند نارنگ اور ڈاکٹر ناصر عباس نیر نے اردو ادب میں متعارف کرایا، نعتیہ ادب کے مطالعے میں بھی استعمال ہو رہے ہیں۔ جامعات میں تحقیقی مقالے، ادبی جرائد میں مضامین، اور باقاعدہ کتابیں اس بات کے غماز ہیں کہ نعتیہ ادب اب محض عقیدت کا اظہار نہیں بلکہ ایک سنجیدہ فکری و تنقیدی میدان بن چکا ہے۔ اس تمام تاریخی سفر کا خلاصہ یہ ہے کہ اردو نعتیہ ادب میں تنقید کی روایت ابتدا میں غیر موجود، پھر محتاط، بعد ازاں تدریجی اور بالآخر منظم و علمی صورت اختیار کرتی گئی۔ یہ ارتقاء اس حقیقت کی دلیل ہے کہ ادب کی کوئی بھی صنف، خواہ وہ کتنی ہی مقدس کیوں نہ ہو۔ فکری بلوغت اور ادبی وقار کے لیے تنقیدی شعور کی محتاج ہوتی ہے۔ جمیل جالبی لکھتے ہیں:

> ''تنقید فکر و ادب کے لیے ویسے ہی ضروری ہے، جیسے سانس لینا انسان کے لیے ضروری ہے۔ تنقید اچھے اور برے، صحیح اور غلط میں امتیاز پیدا کرتی ہے تخلیق کو جہت دیتی ہے اور فکر کو بنیاد میں فراہم کرتی ہے جیسے مثنوی غزل نہیں ہے، قصیدہ رباعی نہیں ہے، ڈراما ناول سے ایک الگ صنف ہے۔ اس کا منصب الگ ہے لیکن جیسے ڈرامے میں افسانہ یا ناول میں ڈراما موجود ہوتا ہے۔ اس طرح تنقید میں تخلیق اور تخلیق میں تنقید موجود ہوتی ہے۔ بنیادی طور پر تخلیقی اور تنقیدی جبلتیں ایک ہی ہوتی ہیں۔''(۳)

نعت کی تنقید سے مراد نعتیہ شاعری کے فن، انداز، موضوعات اور اس کے معیار کا جائزہ لینا ہے۔ اس میں دیکھا جاتا ہے کہ نعت کس حد تک عقیدت، محبت اور ادب کے اصولوں کے مطابق لکھی گئی ہے۔ ناقدین نعت کے الفاظ، خیال، زبان اور اسلوب کو پرکھتے ہیں تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ شاعر نے حضور نبی کریم ﷺ کی شان کو کس خوبصورتی اور ادب کے ساتھ بیان کیا ہے۔ نعت کی تنقید میں یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ کہیں عقیدت کے اظہار میں مبالغہ یا غیر مناسب انداز تو شامل نہیں ہو گیا، کیونکہ نعت میں ادب اور احترام کا دامن بہت اہم ہوتا

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210

تصدیق

Vol. 8 No. 1 (2026)

ہے۔ نعتیہ تنقید کا ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ نعت گوئی کے صحیح اصولوں کو واضح کیا جائے اور شعرا کو بہتر رہنمائی دی جائے۔ اس کے ذریعے نعتیہ ادب کو مزید بہتر اور مضبوط بنایا جاتا ہے۔ ناقدین یہ بھی بتاتے ہیں کہ کون سی نعت سادہ اور مؤثر ہے اور کون سی نعت میں فنی یا فکری کمزوریاں پائی جاتی ہیں۔ اس طرح نعت کی تنقید نہ صرف ادب کو بہتر بناتی ہے بلکہ نعت گو شعرا کو بھی یہ سکھاتی ہے کہ وہ اپنے کلام میں عقیدت کے ساتھ ساتھ فنی خوبصورتی اور اعتدال کو بھی برقرار رکھیں تاکہ نعت کا اصل مقصد یعنی عشقِ رسول ﷺ کا اظہار صحیح طور پر پورا ہو سکے۔ آل احمد سرور نے اس بات کو مزید وضاحت کے ساتھ اس طرح بیان کیا ہے:

> ''اچھی تنقید محض معلومات ہی فراہم نہیں کرتی بلکہ وہ سب کام کرتی ہے جو ایک مورخ، ماہر نفسیات، ایک شاعر اور پیغمبر کرتا ہے۔ تنقید ذہن میں روشنی کرتی ہے اور یہ روشنی اتنی ضروری ہے کہ بعض اوقات اس کی عدم موجودگی میں تخلیقی جوہر میں کسی شے کی کمی محسوس ہوتی ہے۔''(۴)

نعتیہ تنقید کے لیے ضروری ہے کہ نعت کی تنقید کے اصول اور معیار مقرر کیے جائیں۔ ہمارے ہاں نعت پر جو تنقید کی جاتی ہے۔ وہ اکثر بہت سطحی ہوتی ہے۔ اتنی سطحی کہ اسے صحیح معنوں میں تنقید کہنا بھی مشکل لگتا ہے۔ عام طور پر ناقد صرف نعت کو دیکھ کر اس میں موجود عام باتوں کو بیان کر دیتا ہے، جیسے اس میں عشقِ رسول ہے، مدینے جانے کی خواہش ہے، حضور ﷺ سے محبت ہے، اہلِ بیت اور صحابہ سے لگاؤ ہے، اور سنت پر عمل کا جذبہ ہے وغیرہ۔

نعتیہ تنقید سے پہلے کچھ باتیں نعت گو شعرا کے لیے بھی ضروری ہیں۔ نعت لکھنے والے شاعر کے لیے ضروری ہے کہ وہ شعر کی حقیقت کو سمجھے اور ساتھ ہی حضور اکرم ﷺ کی سیرت کے صحیح پہلوؤں سے واقف ہو۔ اس لیے کوئی شاعر محض جذبات یا بے لگام خیالات کے سہارے نعت نہیں لکھ سکتا، بلکہ اسے شعور اور علم کے ساتھ ذمہ داری کا مظاہرہ کرنا ہوتا ہے۔ نعتیہ موضوع کی نزاکت کے ادراک ہی نے عرفی جیسے قادرالکلام شاعر سے یہ کہلوایا تھا:

عرفی! مشتاب این راہ نعت است، نہ صحراست
آہستہ کہ رہ بر دمِ تیغ است قلم را(۵)

ترجمہ: اے عرفی! جلدی نہ کر (تیزی نہ دکھا)، یہ نعت کی راہ ہے، کوئی عام صحرا یا وادی نہیں ہے۔ ذرا سنبھل کر اور آہستہ چل، کیونکہ یہاں قلم کا چلنا تلوار کی دھار پر چلنے کے برابر ہے۔

یہاں یہ بات بھی کہنا ضروری ہے کہ نعت لکھنے والے شاعروں کے ہاں اکثر ایسا انداز ملتا ہے جس میں وہ اپنی کمزوری اور عاجزی کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نعت کا حق پوری طرح ادا نہیں کر سکتے اور رسول اللہ ﷺ کے مقام و مرتبے کو صرف اللہ تعالیٰ ہی بہتر

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210

تصدیق

Vol. 8 No. 1 (2026)

طور پر جانتا ہے۔ اس طرح کے خیالات نعتیہ شاعری میں بہت عام ہیں، اور اس موضوع پر ایسے کئی اشعار مل جاتے ہیں۔ لیکن اختصار کی غرض سے غالب ہی کے اس شعر کو دیکھیے وہ کہتا ہے:

غالب! ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم
کاں ذاتِ پاک، مرتبہ دانِ محمدؐ است (۶)

ترجمہ :اے غالب! ہم نے آقا و مولا (حضور اکرم ﷺ) کی مدح و ثنا کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا ہے (یعنی اس کا حق اللہ ہی ادا کر سکتا ہے)، کیونکہ وہی ذاتِ پاک محمد ﷺ کا حقیقی مقام اور مرتبہ جاننے والی ہے۔

نعتیہ تنقید کی اہمیت اردو ادب میں بہت زیادہ ہے کیونکہ یہ نعت گوئی کے فن کو سمجھنے، پرکھنے اور بہتر بنانے میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ تنقید کے ذریعے نعت کے الفاظ، اندازِ بیان، خیالات اور جذبات کا باریک بینی سے جائزہ لیا جاتا ہے تاکہ یہ دیکھا جا سکے کہ شاعر نے حضور نبی کریم ﷺ کی شان کو کس حد تک ادب، عقیدت اور فنی خوبصورتی کے ساتھ پیش کیا ہے۔ نعت چونکہ ایک مقدس صنف ہے اس لیے اس میں معمولی سی بے احتیاطی بھی معنی اور اثر کو متاثر کر سکتی ہے، اسی لیے تنقیدی نظر اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ نعت کا انداز متوازن، باادب اور مؤثر رہے۔ اسی طرح نعتیہ تنقید صرف خامیوں کی نشاندہی تک محدود نہیں ہوتی بلکہ یہ نعتیہ ادب کی رہنمائی اور اس کی ترقی کا بھی ایک اہم ذریعہ ہے۔ اس کے ذریعے شعرا کو یہ سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ نعت میں عقیدت کے ساتھ ساتھ فنی معیار، سادگی اور تاثیر کیسے پیدا کی جائے۔ تنقید نعت گوئی کو ایک واضح سمت دیتی ہے اور اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ نعت کا اصل مقصد یعنی عشقِ رسول ﷺ کا اظہار بہترین انداز میں سامنے آئے۔ اس طرح نعتیہ تنقید نہ صرف ادب کو بہتر بناتی ہے بلکہ شعری روایت کو بھی مضبوط اور مؤثر بناتی ہے۔

حضور اکرم ﷺ کی عظمتوں، تعلیمات، فضائل اور مناقب کو بیان کرنا ایک نہایت اہم، نازک اور ذمہ داری کا کام ہے۔ یہ صرف فطری شاعرانہ صلاحیت یا جذباتی وابستگی کے ذریعے مکمل نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے لیے تنقیدی شعور بھی درکار ہوتا ہے۔ یہ تنقیدی شعور خود شاعر کے اندر موجود ہو یا کسی نقاد کی صورت میں سامنے آئے، دونوں صورتوں میں اس کی ضرورت برقرار رہتی ہے۔ یہی شعور نعتیہ شاعری کو فکری اور فنی اعتبار سے مضبوط بناتا ہے اور اسے معیار و وقار عطا کرتا ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے معاشرے میں سچائی اور بے لاگ رائے دینے کی روایت کمزور پڑتی جا رہی ہے۔ اس کے اثرات نعتیہ ادب پر بھی نظر آتے ہیں۔ بہت سے مواقع پر نعتیہ مجموعوں کے مقدمات، دیباچوں اور تقریظوں میں شاعر کی شخصیت یا ذاتی تعلقات کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے، جبکہ کلام کے فنی، فکری اور معنوی پہلوؤں پر کم توجہ دی جاتی ہے۔ بعض اوقات صرف نعت کے موضوع کی عظمت کو سامنے رکھ کر تعریف کر دی جاتی ہے، حالانکہ اصل ضرورت یہ ہے کہ کلام کے معنوی حسن، فنی خوبیوں، زبان و بیان کی خوبصورتی اور ادبی معیار کا بھی غیر جانبداری سے جائزہ لیا جائے۔ نعتیہ تنقید کا مقصد

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210

تصدیق

Vol. 8 No. 1 (2026)

بھی یہی ہے کہ نعتیہ ادب کے معیار کو بلند رکھا جائے اور اس مقدس صنفِ ادب کی اصل روح اور ادبی وقار کو برقرار رکھا جاسکے۔

اردو نعتیہ ادب اپنی روح، مزاج اور مقصد کے اعتبار سے ایک نہایت مقدس، باوقار اور حساس صنفِ ادب ہے، جس کا مرکز ذاتِ اقدسِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح و ثنا ہے۔ اس صنف میں اظہارِ محبت و عقیدت کے ساتھ ساتھ فکری بصیرت، تہذیبی شعور اور جمالیاتی نزاکت بھی کارفرما ہوتی ہے۔ تاہم اسی تقدس کے باعث نعتیہ شاعری طویل عرصے تک تنقیدی نگاہ سے کسی حد تک دور رہی، اور اسے محض جذباتی وابستگی کے دائرے میں سمجھا جاتا رہا۔ اردو ادب کی روایت میں نعتیہ شاعری ایک نہایت مقدس، حساس اور فکری طور پر باریک صنف سمجھی جاتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح و ثنا پر مشتمل یہ ادب محض جذباتی اظہار نہیں بلکہ ایک فکری، روحانی اور تہذیبی ورثہ بھی ہے۔ تاہم، اس تقدس کے باعث طویل عرصے تک نعتیہ ادب تنقید کے منظم دائرے سے کسی حد تک باہر رہا۔ اردو نعتیہ ادب میں تنقید کی روایت نسبتاً دیر سے منظم صورت میں سامنے آئی، جس نے اس صنف کو محض عقیدت سے نکال کر ادبی معیار، فکری گہرائی اور فنی محاسن کے پیمانے پر پرکھنے کی راہ ہموار کی۔

اردو تنقید کے باقاعدہ آغاز کے ساتھ جب شاعری کو فنی و فکری پیمانوں پر پرکھنے کا رجحان فروغ پایا جس کی بنیاد الطاف حسین حالی نے اپنی معروف تصنیف مقدمۂ شعر و شاعری میں رکھی رفتہ رفتہ نعتیہ ادب بھی اس دائرۂ تنقید میں داخل ہونے لگا۔ لیکن چونکہ یہ صنف ادبِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وابستہ ہے، اس لیے اس کی تنقید ہمیشہ ایک محتاط، مہذب اور ذمہ دارانہ رویّے کی متقاضی رہی۔ اسی تناظر میں رشید وارثی جیسے محققین و ناقدین کی خدمات غیر معمولی اہمیت رکھتی ہیں، جنہوں نے نعتیہ ادب میں تنقید کے ایک متوازن اور باوقار اسلوب کی بنیاد رکھی۔ انہوں نے اس امر کو واضح کیا کہ نعتیہ تنقید نہ تو عقیدت کے منافی ہے اور نہ ہی محض فنی مشق، بلکہ یہ ایک ایسا علمی عمل ہے جو ادبِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احترام کے ساتھ ساتھ ادبی معیار کو بھی بلند کرتا ہے۔ زیرِ نظر تحریر میں اردو نعتیہ ادب میں تنقید کی روایت کا جائزہ لیتے ہوئے خصوصاً رشید وارثی کے تنقیدی نظریات کو تحقیقی و ادبی انداز میں پیش کیا جائے گا، تاکہ اس صنف کی فکری و ادبی جہات کو بہتر طور پر سمجھا جاسکے۔

اردو نعتیہ ادب کی تنقید میں رشید وارثی ایک سنجیدہ، متوازن اور باوقار ناقد کے طور پر نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ انہوں نے اس نہایت حساس صنفِ ادب کو محض عقیدت کے دائرے سے نکال کر فکری، ادبی اور تنقیدی شعور کے ساتھ جوڑنے کی سعی کی۔ ان کی تحریروں میں جہاں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرارت موجود ہے، وہیں علمی دیانت، تنقیدی بصیرت اور تہذیبی وقار بھی نمایاں نظر آتا ہے۔ رشید وارثی کا تعلق اُن ناقدین سے ہے جنہوں نے نعتیہ ادب کو ایک مستقل ادبی صنف کے طور پر سمجھنے اور اس کے لیے واضح اصول متعین کرنے کی ضرورت کو اجاگر کیا۔ ان کے نزدیک نعتیہ شاعری صرف جذباتی اظہار نہیں بلکہ ایک سنجیدہ ادبی تخلیق ہے، جسے زبان،

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210

تصدیق

Vol. 8 No. 1 (2026)

اسلوب، فکر اور فنی معیار کے پیمانوں پر پرکھا جانا چاہیے تاہم یہ تنقید ادبِ رسالت ﷺ کے مکمل احترام کے ساتھ ہو۔ان کی تنقیدی فکر کا بنیادی محور اعتدال ہے۔وہ نعتیہ شاعری میں غلو اور مبالغہ کے خلاف ایک محتاط اور مدلل موقف رکھتے ہیں اور اس بات پر زور دیتے ہیں کہ محبتِ رسول ﷺ کا اظہار عقیدے کی حدود کے اندر رہتے ہوئے ہونا چاہیے۔اسی طرح وہ نعتیہ ادب میں سیرتِ نبوی ﷺ کے عمیق شعور، زبان کی شائستگی، اور فنی پختگی کو بھی لازمی قرار دیتے ہیں۔رشید وارثی کی تحریریں اس اعتبار سے اہم ہیں کہ وہ ایک طرف روایت سے جڑی ہوئی ہیں اور دوسری طرف جدید تنقیدی شعور سے بھی آگاہی رکھتی ہیں۔ان کا اندازِ تنقید نہایت مہذب، شائستہ اور رہنمائی پر مبنی ہے، جس میں تنقید برائے اصلاح کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔وہ نعتیہ ادب کو ایک زندہ اور متحرک صنف کے طور پر دیکھتے ہیں، جس میں روایت کے ساتھ ساتھ فکری و اسلوبی جدت کی بھی گنجائش موجود ہے۔

ان کی علمی و ادبی خدمات کا حاصل یہ ہے کہ انہوں نے نعتیہ ادب میں تنقید کے لیے ایک ایسا متوازن اور باوقار راستہ متعین کیا، جس میں ادب، عقیدت اور تحقیق تینوں عناصر باہم ہم آہنگ نظر آتے ہیں۔اسی بنا پر انہیں اردو نعتیہ تنقید کے معتبر اور قابلِ احترام ناموں میں شمار کیا جاتا ہے۔

رشید وارثی کا تعلق ایک ایسے علمی و ادبی ماحول سے محسوس ہوتا ہے جہاں مذہبی شعور اور ادبی ذوق یکجا ہو کر ایک متوازن فکری شخصیت تشکیل دیتے ہیں۔ان کے ہاں سیرتِ نبوی ﷺ کا گہرا مطالعہ، کلاسیکی اردو و فارسی روایت سے آگاہی، اور جدید تنقیدی رجحانات کا شعور نمایاں ہے۔یہی امتزاج ان کی تنقید کو ایک معتدل اور جامع زاویہ فراہم کرتا ہے۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق نبوت اور رسالت کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو کسی انسان کو اپنی محنت، کوشش یا جستجو سے حاصل ہو جائے۔ بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک خاص انعام ہے جو وہ اپنے منتخب بندوں کو عطا فرماتا ہے۔انبیائے کرامؑ گناہوں اور غلطیوں سے محفوظ ہوتے ہیں۔ان سے نہ سوچ و فکر میں غلطی ہوتی ہے اور نہ ہی ان کے اخلاق اور اعمال میں کوئی لغزش آتی ہے۔اسی وجہ سے ان کی زندگیاں ہر قسم کی تنقید سے بلند اور پاک سمجھی جاتی ہیں۔اللہ تعالیٰ کی خاص حفاظت اور نگرانی ہمیشہ ان کے ساتھ رہتی ہے، جس کے باعث وہ ہر قسم کی کوتاہی اور لغزش سے محفوظ رہتے ہیں۔

انبیائے کرامؑ کی پوری زندگی پاکیزگی، سچائی اور نیکی کا نمونہ ہوتی ہے۔ان کی زندگی ایک صاف اور روشن آئینے کی طرح ہوتی ہے جس میں انسانوں کے لیے بہترین مثال موجود ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے انہیں لوگوں کی رہنمائی کے لیے نمونۂ عمل بنایا ہے اور ان کی پیروی میں دنیا اور آخرت دونوں کی کامیابی پوشیدہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ پسندیدہ اور برگزیدہ بندے ہوتے ہیں، اس لیے ان کی عزت، احترام اور تعظیم کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔اردو غزل چونکہ فارسی غزل کے اثر میں پروان چڑھی ہے، اس لیے فارسی شاعری کی

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210
تصدیق
Vol. 8 No. 1 (2026)

طرح اردو غزل میں بھی بعض ایسے خیالات اور مضامین ملتے ہیں جو اسلامی تعلیمات سے مطابقت نہیں رکھتے۔ اسی وجہ سے اردو نعت میں انبیائے سابقینؑ کے بارے میں کم درجے یا نامناسب مضامین کی نشاندہی کرنے سے پہلے اردو غزل کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ مختلف شاعروں کے کلام کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض جگہوں پر ایسے اشعار بھی موجود ہیں جن میں انبیائے کرامؑ کے بلند مقام اور عظمت کا پورا لحاظ نہیں رکھا گیا۔ رشید وارثی اس بات کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ انبیائے کرامؑ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور محترم بندے ہیں، اس لیے ان کا ذکر ہمیشہ ادب، احترام اور عقیدت کے ساتھ ہونا چاہیے۔ ان کے نزدیک نعتیہ شاعری میں ایسے مضامین سے اجتناب ضروری ہے جو انبیائے کرامؑ کی شان کے خلاف ہوں، کیونکہ ایک سچا مسلمان انبیائے کرامؑ کی عظمت اور مقام کو ہر حال میں مقدم رکھتا ہے۔

قرآنِ کریم میں کئی جگہ یہ تعلیم دی گئی ہے کہ تمام انبیاء اور رسولوں علیہم السلام پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اسی وجہ سے تمام انبیائے کرام کو اللہ تعالیٰ کا سچا پیغمبر ماننا اور ان پر یقین رکھنا اسلام کے بنیادی عقائد میں شامل ہے۔

"کہہ دو کہ ہم ایمان لاتے ہیں اللہ (تعالیٰ) پر اور اس (کلام) پر جو نازل کیا گیا ہماری طرف اور جو نازل کیا گیا ابراہیم، اسمٰعیل، اسحاق، یعقوب اور ان کی اولاد کی طرف اور عطا کیا گیا، موسیٰ اور عیسیٰ کو اور عنایت کیا گیا دوسرے نبیوں کو ان کے رب کی جانب سے۔ ہم فرق نہیں کرتے ان کے مابین (ایمان لاتے ہیں) اور ہم اللہ (تعالیٰ) کے فرمانبردار ہیں۔"(۷)

قرآنِ کریم سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کو اپنی خاص حکمت کے تحت تمام لوگوں میں سے منتخب فرمایا اور انہیں اپنی ہدایت پہنچانے کے لیے چن لیا۔ انبیائے کرام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور پسندیدہ بندے ہوتے ہیں جنہیں انسانوں کی رہنمائی کے لیے بھیجا جاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"بیشک اللہ تعالیٰ نے چن لیا آدم اور نوح اور ابراہیم کے گھرانے کو اور عمران (حضرت مریم کے والد) کے گھرانے کو سارے جہان والوں میں۔ یہ ایک نسل ہے بعض ان میں سے بعض کی اولاد ہیں۔"(۸)

یہ دونوں بیانات قرآن مجید کی سورۃ البقرہ اور سورۂ آلِ عمران کے سیاق میں انبیاء علیہم السلام اور ان کے خاندانوں کی فضیلت اور منتخب حیثیت کا ذکر کرتے ہیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آلِ آدم، آلِ نوح، آلِ ابراہیم اور آلِ عمران کو تمام جہان والوں پر برتری دیے جانے کا ارشاد بیان کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی انبیاء کی بعثت کا مقصد بھی واضح کیا گیا ہے کہ وہ انسانیت کو اللہ کی ہدایت سے روشناس کروائیں، ان کی رہنمائی کریں اور انہیں شرک و گمراہی سے نکال کر سیدھے راستے پر لائیں۔ یہ بیانات اسلامی عقیدے میں انبیاء کرام کی

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210

تصدیق

Vol. 8 No. 1 (2026)

عظمت، اللہ کی خاص رحمت اور انسانوں کی فلاح کے لیے مسلسل ہدایت کے تسلسل کو اجاگر کرتے ہیں۔ اللہ تعالی نے مخصوص خاندانوں کو منتخب فرمایا تاکہ ان کے ذریعے انسانیت تک اپنا پیغام پہنچے۔ یہ تسلسل حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور پھر آلِ عمران (حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام) تک پہنچتا ہے، جو اللہ کی طرف سے آنے والی ہدایت کی زنجیر کو ظاہر کرتا ہے۔ اس طرح یہ بیانات عقیدہ، توحید اور رسالت کے اصولوں کو مضبوط کرتے ہیں اور قارئین کو انبیاء کی سنت پر عمل کرنے کی طرف راغب کرتے ہیں۔ رشید وارثی صاحب اردو نعتیہ اور مذہبی ادب کے اہم ناقد تھے۔ ان کی تنقید میں عقیدت کے ساتھ ساتھ ادبی سادگی، درستگی اور شرعی اصولوں کا خاص خیال رکھا جاتا تھا۔ وہ ایسے مواد میں مبالغہ آمیز یا جذباتیت سے گریز کی تلقین کرتے تھے اور کہتے تھے کہ نعت یا مذہبی تحریر کا سرچشمہ براہ راست قرآن و حدیث ہونا چاہیے۔ ان کا تنقیدی نظریہ تھا کہ نعت کو خالص عقیدت کے ساتھ پیش کیا جائے، تاکہ ادبی معیار بھی برقرار رہے اور عقیدے میں کسی قسم کا ابہام یا غیر ضروری اضافہ نہ ہو۔ ان کی کتاب اردو نعت کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ اسی متوازن نقطہ نظر کی عکاسی کرتی ہے۔

رشید وارثی نے نعتیہ شاعری کو محض عقیدت کے اظہار تک محدود نہیں رکھا بلکہ اس کے فنی اور فکری پہلوؤں کو بھی نمایاں کیا۔ ان کی تنقیدی تحریروں میں نعت کے موضوعات، اسلوب، زبان اور فنی محاسن پر خاص توجہ دی گئی ہے۔ وہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ نعت گو شاعر کے لیے محبتِ رسول ﷺ کے ساتھ ساتھ شعری وقار، فکری توازن اور ادبی حسن کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ اسی لیے ان کی تنقید میں عقیدت اور ادب دونوں کا حسین امتزاج دکھائی دیتا ہے۔ رشید وارثی کی تنقیدی بصیرت کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ وہ نعتیہ ادب کو اردو شاعری کی ایک مستقل اور معتبر صنف کے طور پر دیکھتے ہیں۔ انہوں نے مختلف نعت گو شعرا کے کلام کا جائزہ لیتے ہوئے ان کی فنی خوبیوں اور فکری جہات کو واضح کیا۔ ان کی تنقید نعت کے فروغ، تفہیم اور ادبی قدر و منزلت کو اجاگر کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نعتیہ تنقید کے میدان میں رشید وارثی کی خدمات کو قدر و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

نعتیہ ادب کی تنقید کے باب میں رشید وارثی کا نام ایک ایسے ناقد کے طور پر سامنے آتا ہے جنہوں نے اس حساس صنف کو نہایت وقار، احتیاط اور فکری سنجیدگی کے ساتھ پرکھنے کی ضرورت پر زور دیا۔ ان کے نزدیک نعتیہ تنقید محض ادبی تجزیہ نہیں بلکہ ایک ذمہ دارانہ فکری عمل ہے، جس میں ادبِ رسالت ﷺ اور فنی دیانت دونوں کو یکساں اہمیت دی جانی چاہیے۔

رشید وارثی اس بات پر زور دیتے ہیں کہ نعتیہ ادب کی تنقید میں سب سے پہلی شرط ادبِ رسالت ﷺ کا مکمل لحاظ ہے۔ ناقد کو چاہیے کہ وہ تنقید کرتے وقت زبان، لہجے اور اسلوب میں انتہائی احتیاط برتے، تاکہ کسی بھی پہلو سے بے ادبی کا شائبہ نہ ہو اور یہ صنف "لے سانس بھی آہستہ کہ نازک ہے بہت کام" کی مصداق ہے۔

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210
تصدیق
Vol. 8 No. 1 (2026)

نعتیہ شاعری میں سب سے بڑا فکری مسئلہ غلو کا ہے۔ وہ اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ محبتِ رسول ﷺ میں حد سے تجاوز کرتے ہوئے بعض شعراا یسے مضامین اختیار کر لیتے ہیں جو عقیدے کی حدود سے متصادم ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا تنقید کا کام یہ ہے کہ وہ اس اعتدال کو برقرار رکھے۔

رشید وارثی کے مطابق نعتیہ ادب کو محض عقیدت کے سہارے قبول کرنا کافی نہیں، بلکہ اسے دیگر اصنافِ شاعری کی طرح فنی اصولوں جیسے زبان، بیان، عروض، تشبیہ واستعارہ کی کسوٹی پر بھی پرکھا جانا چاہیے۔ان کے نزدیک اچھی نعت وہ ہے جس میں جذبہ، خلوص، محبت و مودت کے ساتھ ساتھ عقیدہ بھی ہو اور فن بھی۔ نعتیہ شاعری میں سیرتِ نبوی ﷺ کا گہرا مطالعہ جھلکنا چاہیے۔ محض روایتی مضامین دہرانے کے بجائے شاعر کو سیرت کے اخلاقی، سماجی اور انسانی پہلوؤں کو فکری انداز میں پیش کرنا چاہیے۔ تنقید اسی بنیاد پر شاعر کے شعور اور مطالعے کا جائزہ لیتی ہے۔

نعتیہ ادب کی زبان عام شاعری سے زیادہ مہذب، پاکیزہ اور باوقار ہونی چاہیے۔ تنقید کا ایک اہم کام یہ بھی ہے کہ وہ زبان کے اس معیار کو برقرار رکھنے میں رہنمائی کرے۔ نعتیہ ادب کو محض روایت کا اسیر نہیں ہونا چاہیے، بلکہ اس میں فکری اور اسلوبی جدت بھی ہونی چاہیے تاہم یہ جدت ادبِ رسالت ﷺ کے دائرے میں رہتے ہوئے ہو۔ تنقید اس توازن کو سمجھنے اور واضح کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔

رشید وارثی کی تنقید نعت کے بنیادی اصول ادب رسالت کا التزام، فنی معیار کی پابندی، اعتدال و توازن، فکری گہرائی اور تحقیقی معیار کی پاسداری ہیں جو آج بھی راہِ نعت کے مسافروں کے لیے رہنما کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ان کی تحریریں مختلف ادبی جرائد اور تحقیقی مجلات میں شائع ہوتی رہی ہیں، جہاں انہوں نے نعتیہ ادب کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا۔ان کا اسلوب، اُن کا مدلل اندازِ فکر، اصلاحی نوعیت کا حامل ہے۔ رشید وارثی نے نعتیہ ادب کی تخلیق اور تنقید کے لیے اہم کام کیا ہے۔ اُن کے نعتیہ ادب پر تنقیدی مضامین، نعتیہ شاعری کے اصول و معیارات پر مقالات، ادبی جرائد میں تحقیقی تحریریں، نعتیہ ادب کے فکری مسائل پر خطبات، نعتیہ شعری مجموعے اور نعتیہ تنقید پر کتاب، اُن کے تنقیدی اسلوب کو امتیاز عطا کرتی ہے۔ اُن کی تنقید میں اعتدال اور توازن ہے۔

وہ نہ تو اندھی عقیدت کے قائل ہیں اور نہ ہی بے لاگ تنقید کے؛ بلکہ ایک معتدل راستہ اختیار کرتے ہیں۔ ان کی ہر تحریر میں ادبِ رسالت ﷺ کا گہرا شعور موجود ہوتا ہے، جو ان کی تنقید کو ایک خاص وقار عطا کرتا ہے۔ وہ نعتیہ ادب کو دیگر اصناف کے برابر فنی معیار پر پرکھنے کے قائل ہیں۔ ان کا انداز تنقید برائے اصلاح ہے، نہ کہ تنقید برائے تنقید۔ رشید وارثی کا اصل کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے نعتیہ ادب کو ایک ایسا تنقیدی زاویہ فراہم کیا جس میں عقیدت اور تحقیق ہم آہنگ ہیں، ادب اور ایمان متصادم نہیں بلکہ معاون ہیں اور نعت ایک

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210

تصدیق

Vol. 8 No. 1 (2026)

زندہ فکری صنف کے طور پر سامنے آتی ہے۔ اسی بنا پر انہیں اردو نعتیہ تنقید کے معتبر اور سنجیدہ ناقدین میں شمار کیا جاتا ہے۔

نعتیہ ادب کی یہ صنف اپنی اصل میں جتنی مقدس اور جذباتی ہے، اتنی ہی فکری اور ادبی گہرائی کی متقاضی بھی ہے۔ ابتدائی ادوار میں تنقیدی فقدان کے باوجود، جدید اور معاصر عہد میں نعتیہ تنقید نے ایک باقاعدہ علمی اور ادبی حیثیت اختیار کر لی ہے۔ اس ارتقاء میں جہاں مختلف ناقدین نے اپنے اپنے انداز میں رہنمائی فراہم کی، وہیں رشید وارثی کا کردار ایک معتدل، سنجیدہ اور باوقار تنقیدی زاویے کی صورت میں نمایاں ہو کر سامنے آتا ہے۔ رشید وارثی کے نظریات اس اعتبار سے اہم ہیں کہ وہ نعتیہ ادب میں تنقید کو نہ تو محض فنی مشق سمجھتے ہیں اور نہ ہی اسے عقیدت کے منافی قرار دیتے ہیں، بلکہ وہ اسے ایک ایسی ذمہ دارانہ فکری سرگرمی قرار دیتے ہیں جو ادبِ رسالت ﷺ کے احترام کے ساتھ ساتھ ادبی معیار کی بھی پاسداری کرے۔ ان کے ہاں اعتدال، فکری دیانت، سیرتی شعور اور زبان کی شائستگی جیسے اصول نہ صرف نعتیہ تنقید کی بنیاد بنتے ہیں بلکہ اس صنف کے فنی ارتقاء میں بھی معاون ثابت ہوتے ہیں۔

رشید وارثی نے نعتیہ تنقید کو ایک ایسا متوازن اور مہذب راستہ دکھایا ہے، جہاں عقیدت اور تحقیق باہم متصادم نہیں بلکہ ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔ ان کی تنقید اصلاحی پہلو رکھتی ہے، جو نعتیہ شاعری کے معیار کو بلند کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے تقدس کو بھی ملحوظِ خاطر رکھتی ہے۔ معاصر تنقیدی رجحانات کے تناظر میں دیکھا جائے تو رشید وارثی کے نظریات ایک مضبوط بنیاد فراہم کرتے ہیں، جن پر جدید تنقیدی مباحث کو بھی استوار کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ ادبِ رسالت ﷺ کے تقاضوں کو پیشِ نظر رکھا جائے۔ یہی وہ توازن ہے جو نعتیہ تنقید کو دیگر ادبی تنقید سے ممتاز بناتا ہے۔ مختصر یہ کہ نعتیہ تنقید کا مستقبل اسی صورت میں روشن ہو سکتا ہے جب اسے رشید وارثی جیسے ناقدین کے معتدل، مہذب اور فکری اصولوں کی روشنی میں آگے بڑھایا جائے۔ ان کے نظریات نہ صرف نعتیہ ادب کی تنقیدی تفہیم میں رہنمائی فراہم کرتے ہیں بلکہ اسے ایک سنجیدہ اور باوقار علمی روایت کے طور پر مستحکم کرنے میں بھی کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔

حوالہ جات

1. ریاض مجید، اُردو میں نعت گوئی، لاہور: اقبال اکیڈمی، ۱۹۹۰ء، ص ۱۲
2. عاصی کرنالی، ڈاکٹر، اُردو حمد و نعت فارسی روایت کے تناظر میں، مشمولہ: نعت رنگ، شمارہ ۸، کراچی، ۱۹۹۹ء، ص ۵۵
3. جمیل جالبی، نئی تنقید، دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۸۸ء، ص ۱۳
4. آلِ احمد سرور، تنقید کیا ہے؟، نئی دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، ۱۹۷۲ء، ص ۱۹۳
5. عرفی شیرازی، دیوانِ عرفی شیرازی، کانپور: منشی نول کشور، ۲۰۱۵ء، ص ۱۱۲
6. مرزا اسداللہ خان غالب، کلیاتِ فارسی غالب، مرتب: مولانا امتیاز علی عرشی، علی گڑھ: انجمن ترقی اُردو (ہند)، ۱۹۵۸ء، ص ۹۸

7. القرآن الحکیم، سورۃ البقرہ، آیت ۱۳۶
8. القرآن الحکیم، سورۃ آل عمران، آیت ۳۳۔۳۴

Romanised References

1. Riyāz Majīd, Urdu meṅ Na‘t-go’ī. Lāhore: Iqbāl Academy, 1990, p. 12
2. ‘Āṣī Karnālī, Dr, Urdu Ḥamd o Na‘t Fārsī Rivāyat ke Tanāẓur meṅ, mashmūlah: Na‘t Rang, shumārah 8. Karāchī, 1999, p. 55
3. Jamīl Jālibī, Na’ī Tanqīd. Dihlī: Educational Publishing House, 1988, p. 13
4. Āl Ahmad Sarūr, Tanqīd Kyā Hai?. Na’ī Dihlī: Maktabah Jāmi‘ah Ltd., 1972, p. 193
5. ‘Urfī Shīrāzī, Dīvān-i ‘Urfī Shīrāzī. Kānpūr: Munshī Naval Kishor, 2015, p. 112
6. Mirzā Asadullāh Khān Ghālib, Kulliyāt-i Fārsī-yi Ghālib, murattib: Mawlānā Imtiyāz ‘Alīz‘Arshī. ‘Alīgaṛh: Anjuman Taraqqī-yi Urdu (Hind), 1958, p. 98
7. al-Qur’ān al-Ḥakīm, Sūrat al-Baqarah, āyat 136
8. al-Qur’ān al-Ḥakīm, Sūrat Āl ‘Imrān, āyāt 33–34